ĪQĀN -Vol: 04, Issue: 01, Dec-2021
DOI.10.36755/iqan142.2021,PP: 14-23

OPEN ACCESS
Name
3336-2617pISSN:
3700-2617eISSN:
www.iqan.com.pk

مُعاہداتِ نبویؐ کے سیاسی، سماجی اور تاریخی مضمرات

Political, social and historical implications of the covenants of the Prophet

* ***M. Shehbaz*** < *jamshaid1985@yahoo.com* >
Ph.D. Scholar, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Sargodha.
*** Dr. Hafiz Jamshad Akhtar*** < *jamshaid1985@yahoo.com*>
Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University D.G.Khan
***** Dr Hafiz Hassan Ubaib*** < *hassaanubaid@hotmail.com*>
Assistant Professor (V), Department of Islamic and Arabic Studies, University of Sargodha

Version of Record
Received: 30-Sep-21; **Accepted** :01-Nov-21; **Online/Print**: 31-Dec-21

ABSTRACT

Islam places great emphasis on fulfilling its promises and whether these agreements are personal or collective, economic or trade, peace and ceasefire or for the establishment and survival of law and order both morally and legally. Passing them is unnecessary and necessary. The blessed life of the Holy Prophet is not the best growth for the survival and security of the whole world. Even before his enlightenment, he prevented the Arabs from fighting among themselves and taught them peace and security. As a child, he tried his best for peace. The Qur'an uses synonyms for covenant, word of mouth, covenant, oath, or oath and obligation. In Urdu literature, the word covenant and agreement is used for a solemn promise to be made in writing between two persons or two different groups.

Keywords *Covenant, contract, oath.*

معاہدہ کا لفظ لغوی طور پر عہد و پیمان اور وعدے کے معنی میں مستعمل ہے۔ گرائمر کے اعتبار سے یہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے حروف اصلیہ "ع۔ھ۔د" ہیں، عرف عام میں معاہدہ سے مراد کسی کام کو پورا کرنے اور بات کو پختگی کے ساتھ طے کرنا ہے۔[1] قرآن کریم میں معاہدے کے لئے میثاق[2]، العقد[3]، حلف یا قسم[4] اور ذمہ[5] کے مترادفات استعمال ہوئے ہیں۔ اصطلاحاً معاہدہ دو اشخاص یا فریقین کے مشترکہ مفادات کے لئے کسی بھی باہمی طے کردہ شرائط پر متفق ہو جانے کا نام ہے جو فریقین کے لئے یکساں اہمیت کی حامل ہوں اور دونوں اس کو بخوشی اور بالرضا قبول بھی کرتے ہوں۔ یہ لفظ قرآن میں بھی موجود ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[6]

"اے ایمان والو! معاہدات کو پورا کرو"

جس سے معاہدہ کی اہمیت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے، شیخ رشید رضا مصری نے اپنی تفسیر المنار میں معاہدے کو دو اشخاص یا فریقین کے کسی بات پر متفق ہو جانے کا نام قرار دیا ہے، اس معاہدے کو اگر دونوں فریق کسی طرح مزید مستحکم اور باوثوق بنائیں تو اسے میثاق کہا جاتا ہے، اور اگر اسے خصوصاً حلف اور قسم کے ساتھ مستحکم کیا جائے تو اسے حلف کہا جاتا ہے۔[7] انگریزی زبان میں معاہدہ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے (agreement, treaty) کے الفاظ مستعمل ہیں:

"A formal agreement between two or more states in reference to peace, alliance, commerce or other international relations"[8]

اس طرح کے تحریری معاہدے کے لئے Treaty کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے:

"A treaty is an agreement under international law enters into by actors in international law namely sovereign states and international organizations. Agreement, protocol, covenant, convention, pact. Exchange of letters"[9]

"عالمی قوانین کے مطابق معاہدہ خود مختار ریاستوں اور بین الاقوامی تنظیموں کی طرف سے طے پاتا ہے۔ دو خود مختار ریاستوں کے درمیان طے پانے والا ایگریمنٹ معاہدہ کہلاتا ہے۔ معاہدے کے لئے پروٹوکول، کنونشن، پیکٹ، اور خطوط کے تبادلے جیسے مترادفات استعمال ہوتے ہیں"

اسلام اپنے وعدوں کو پورا کرنے پر بہت زور دیتا ہے اور یہ معاہدات خواہ شخصی ہوں یا پھر اجتماعی، معاشی ہوں یا تجارتی، صلح اور جنگ بندی کے ہوں یا امن وامان کے قیام اور بقاء کے لئے اخلاقاً اور قانوناً دونوں حیثیتوں سے ان کا پاس کرنا لازم اور ضروری ہے۔ معاہدات کی تکمیل پر تاکیدی حکم الٰہی ہے کہ:

"وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا-إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ"[10]

---

[1] Muhammad Bin Mukrim , Ibn-e- Manzoor, Lisan- ul- arab (Barout:Dar Sadir,1992)1:313.
[2] AL-Quran, Al-nisa, 4:154.
[3] AL-Quran, Al-Maida, 5:1.
[4] AL-Quran, Al-Maida, 5:189.
[5] AL-Quran, Al-Taoba, 8:9.
[6] AL-Quran, Al-Maida, 5:1.
[7] Muhammad Rasheed Raza , Tafseer-ul-manar, (Misar, Al-maktbat-ul-waqfiya,1990)4:154.
[8] Dictionary .reference .com/ browse/ treaty,February 2015 .
[9] En .wikipedia.org / wiki / treaty,February 2015.
[10] AL-Quran, Al Nahl, 16:91.

"اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے"

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ تمام عالم کی بقاء اور سلامتی کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ بعثت سے قبل بھی آپؐ نے عربوں کو باہم لڑائی جھگڑے سے روکا اور امن وسلامتی کا درس دیا۔ بچپن ہی میں آپؐ نے صلح جوئی کے لئے مقدور بھر کوشش کی۔ قیام امن کے لئے آپ نے معاہدے کر کے حلف الفضول جیسے معاہدے کا حصہ بنے جو کمزوروں کی حمایت اور دفاع کے لئے کیا گیا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے دوران حجر اسود کی تنصیب کے معاملے پر بھی جس طرح آپؐ نے نہایت فہم وفراست اور مفاہمت کا راستہ اپنایا اس جیسی مثالیں تاریخ میں ہمیں کہیں نہیں ملتیں۔ اسی طرح مدنی دور حیات میں بھی آپؐ نے معاہدات کے ذریعے اپنے دشمنوں کی تعداد میں کمی فرمائی وہاں مشرکین کو اسلام کا مطالعہ کرنے کا موقع بھی فراہم کیا۔ عالمی سطح پر اپنے دور کے تمام سربراہان مملکت کو اسلام کی دعوت دی، سفیر متعین فرمائے اور ایسے افراد کا تقرر کیا جو بہتر طور پر اسلام کی ترجمانی کر سکیں۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے چند معاہدات کے دور رس نتائج کا مطالعہ پیش خدمت ہے۔

1۔ معاہدہ میثاق مدینہ:

میثاق مدینہ کے معاہدے کو اسلامی تاریخ میں دستوری حیثیت حاصل ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے بجا طور پر میثاق مدینہ کو دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔[1] اس معاہدے کی بدولت مذہبی آزادی، رواداری، غیر مسلموں سے تعاون اور اتحاد کے اصول وضع ہوئے۔ جناب رسول اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ میں مختلف رنگ ونسل اور مذاہب کے افراد آباد تھے، جن میں انصار (اوس وخزرج)، یہود (بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ) منافقین اور مکہ سے آنے والے مسلمان مہاجران کے علاوہ تھے، نبی مکرمؐ کی مدینہ آمد سے قبل یہ یہاں کے رہائشی قبائل کی باہمی خانہ جنگی کا مرکز تھا، یہاں کوئی مستقل شہری نظام قائم نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی مشترکہ قائد تھا، ہر قبیلہ اپنے امور اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق خود بخود طے کرتا تھا۔[2]

باہمی انتشار اور خانہ جانگی کو ختم کرنے کے لئے اہل مدینہ کسی ایک فرد کو حاکم بنانے کی خواہش رکھتے تھے، جن میں ایک اہم نام رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا تھا۔ مگر حالات یکدم ایسے بدلے کہ قیادت کا رخ نبی مکرمؐ کی طرف پھر گیا اور آپؐ مدینہ آتے ہی یہاں کے انتظامی، سیاسی، مذہبی، سماجی اور عسکری ونگ منتقلہ لیڈر بنا دیئے گئے، مکہ سے آکر یثرب کے حالات سے فوری شناسائی حاصل کر کے یہاں کے حالات پر قابو پانا بلکہ سینکڑوں الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانے کے ساتھ ساتھ مدینہ کے اندر ایک مرکزی حکومت کا قیام، اس کے نظم ونسق کا انتظام اور مختلف قبائل وعقیدہ کے افراد کو دانائی سے اس حکومت کا حصہ بنانا آپؐ کی معاملہ فہمی کا ثبوت ہے۔ جس کی بدولت یہ مدینہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ واضح رہے کہ میثاق مدینہ کے دستاویزی متن کے دو حصے تھے۔ جن میں پہلا حصہ مہاجرین اور انصار کے متعلق تھا جو دفعہ 1-24 پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ دفعہ 25-52 یہودی قبائل کے حقوق وفرائض کے بارے میں ہے۔[3] جبکہ اس معاہدے میں چار نکات اہم قرار دیے گئے ہیں:

1. اقتدار اعلیٰ اللہ کی ذات ہے اس کی جانب سے نصرت، راہ راست پر رہنے سے مشروط ہے۔

[1]Dr Hameed-ul- allah, Khutbat-e- Bhawalpur, (Lahore:Becon Books,2012),P-368.

[2] Ibn-e-Hisham, Abdulmalik, Seerat ibn-e-Hisham, (Misar, Maktba shirkah ,1955) 2:188.

[3]Dr Hameed-ul-Allah, ahd-e-Nabvi ka nizam-e-Hukmrani, (Lahore, Al-Faisal Nashiran, 20009) P-85.

2. پناہ دہی کا حق ہر شخص کو دیا گیا ہے اور اس کا احترام پوری امت پر واجب ہے۔
3. یہود کے پورے حقوق شہریت اور مذہبی آزادی عطاء کی گئی ہے۔ دشمن سے جنگ کے وقت ہر حلیف اپنے مصارف جنگ خود برداشت کرے گا۔
4. مدینہ منورہ کو متحدہ مرکز بنادیا گیا ہے۔[1]

میثاق مدینہ کے دیگر اہم نکات بھی بہت دور اندیشی اور مفید نتائج پر محیط ہیں، مثلاً:

1. یہ معاہدہ مہاجرین، قریش، اہل یثرب، یہود، نصاریٰ، اور مدینہ کے غیر مسلموں کے درمیان ہے۔
2. ہر گروہ اپنے دستور کے مطابق خون بہا اور قیدیوں کا فدیہ خود ادا کرے گا۔
3. امان کی پابندی تمام مسلمانوں پر لازم ہو گی۔ خدا کا ذمہ اور پناہ ایک ہی ہے خواہ پناہ دینے والا ادنی درجے کا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔
4. سب مسلمانوں کی صلح ایک ہی ہو گی۔ کوئی دوسرے مسلمان کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا۔
5. جو کوئی یہ معاہدہ کرنے والی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا تو اس کے خلاف سب مل کر کام کریں گے اور مظلوم کی مدد کی جائے گی۔
6. تعاون اور مدد نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ہو گی۔ ظالم اور جرائم پیشہ افراد کی مدد یا پناہ کے لئے نہیں ہو گی۔
7. یہود (بنی عوف، بنی نجار، بنی حارث، اور دیگر قبائل) مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کئے جائیں گے۔
8. یثرب کا علاقہ حرم یعنی مقدس مقام ہو گا۔
9. دستور والوں میں کسی جھگڑے یا فساد کا ڈر ہونے کی صورت میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے رجوع کیا جائے گا
10. قریش کو پناہ اور مدد کسی صورت نہیں دی جائے گی۔
11. جو معاہدہ کرنے والوں سے جنگ کرے گا تو ہر فریق دوسرے کی مدد کرے گا اور ہر حلیف جنگی خرچ خود برداشت کرے گا۔[2]

اہل یثرب پر بالخصوص اس معاہدے کی بدولت جو دوررس نتائج حاصل ہوئے وہ جناب نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی اور دانشوری کا منہ بولتا بین ثبوت ہے۔ اس دستاویزی معاہدے کی بدولت عرب معاشرے میں سرایت غلامی، طبقاتی نظام، حسب ونسب اور خاندانی تفاخر، ظلم وزیادتی، بات بات پر سالوں کی جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس معاہدے کی بدولت مدینے کا ہر شہری اپنے حقوق جان کر جینے لگا۔ اور اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم کو نہ صرف یکساں حقوق حاصل ہوئے بلکہ اس کے ساتھ ان کے جان ومال کا تحفظ اور حقوق وفرائض کی ادائیگی میں بھی برابری نصیب ہوئی۔ اہل مدینہ یہ بات جان گئے کہ ان کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ریاست کا دفاع کرنا یہ رعایا کا فریضہ ہے۔

امن وامان قائم کرنے کے لئے غیر مسلم اقوام سے تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ اہل مدینہ نے اسلام کو ایک سیاسی قوت تسلیم کرتے ہوئے ثابت کیا کہ غیر مسلم باشندے اسلامی ریاست کے باعزت شہری بن سکتے ہیں۔ اور غیر مسلم اقوام سے صحت مند تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ آپؐ نے مختلف طبقات کے لئے محبت، رواداری اور مفاہمت عملی کے فروغ کو ضروری قرار دیا۔ جس کا اظہار میثاق مدینہ کی ہر ہر شق سے باخوبی عیاں ہے۔[3] آپؐ

---

[1] Dr Hafiz Muhammad Younas, Rasul-ul-allah ka sifarti Nizam (Rawalpindi:Dar-ul-furqan, 1996) P-240.

[2] Dr Hameed-ul-Allah, Siyasi Waseeqh jat ,Mutrjim :molana abu Yahya imam Khan (Lahore: Majlis Tarqi Adab, 2005) Waseeqh No:1.

[3] Dr Hafiz Muhammad Younas, Rasul-ul-allah ka sifarti Nizam , P-238.

نے میثاق مدینہ کو ایک ایسا عظیم الشان دستور بنا کر پیش کیا جو تعصب سے عاری، حسد سے کوسوں دور، انسانیت کی بھلائی، اور خیر خواہی پر مبنی ہے۔آپؐ کی حکمت عملی اور دانائی نے یہ اصول وضع کر دیا کہ معاشرے میں امن سکون وسلامتی کی فضا کو نہ صرف ہموار کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کو برقرار بھی رکھا جاسکتا ہے۔ نیز اسی معاہدے کی بدولت مسلمانان عرب جو ظلم وستم کی چکی میں پس کر کسمپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے اس معاہدے کی بدولت اپنی سلطنت کے عظیم، خود مختار اور آزاد شہری قرار پائے۔ مدینہ کے جو لوگ لا قانونیت میں کراہ رہے تھے ان کو ایک قانون کی پناہ حاصل ہو گئی۔ خاندانی وجاہت کی جنگیں جنہوں نے انسانیت کے امن کا ستیاناس کر رکھا تھا وہ گلِ گلزار بن گئیں اور انسانیت سکھ کا سانس لینے لگی۔آپؐ نے مدینے کے ہر شخص کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ ظالم اور فاسد کی بجائے مظلوم کا ساتھ دے اور ظالم کا ساتھ دینے کو ظلم قرار دیا۔ مشرکین مکہ سے نمٹنے کے لئے تمام قبائل ایک جسم کی مانند یک جان ہو گئے اس معاہدے کی بدولت قطع نظر مذہب کے مدینے کی ریاست کا ہر شہری ایک امت کی لڑی میں پرو دیا گیا۔میثاق مدینہ کے ذریعے چونکہ مدینہ میں امن وامان قائم ہو چکا تھا جس کی بدولت مدینہ سے باہر قرب وجوار میں بسنے والے لوگوں نے اپنی عافیت بھی اسی میں جانی کہ وہ بھی کسی نہ کسی طرح آپؐ کے ساتھ معاہدات کر کے پر سکون زندگی بسر کر سکیں، چناچہ نبی کریمؐ نے مدینے سے باہر بھی مختلف قبائل جن میں بنو ضمرہ، بنو غفار، بنو اشجع، بنو مدلج، بنو جہینہ، بنو مزینہ شامل ہیں۔ان معاہدات کا آغاز 2 ھجری کو ہوا۔[1]

ان معاہدات کی شرائط کم وپیش ایک جیسی ہی تھیں، مثلاً:

1. ان قبائل کے جان ومال کو امن وامان دیا گیا۔
2. جب تک یہ قبائل وعدہ وفائی کریں گے تو ان کی دشمن کے خلاف ہر ممکن مدد کی جائے گی۔
3. ان قبائل پر ضروری تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کی مدد کریں گے۔[2]
4. ان کے جانوں اور مالوں کے متعلق نبیؐ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری کا معاہدہ کیا۔
5. ان کے خانہ بدوشوں کو بستیوں میں رہنے کا حق دیا گیا۔
6. اسلام لاتے وقت جن اشیاء پر ان کا قبضہ ہو گا وہ ان کے پاس رہیں گی۔
7. غنیمت میں سے خمس ادا کریں گے۔[3]

ان معاہدات نے یہود مدینہ کی سازشوں کو پنپنے سے روکا اور قبائل کو آزادانہ طور پر ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع دیا، حلیفی معاہدات کی بدولت مسلمانوں کو دین اسلام کی دعوت اور تبلیغ کے لئے پر امن فضا میسر آئی جو ان قبائل کے لئے اسلام قبول کرنے میں نہایت ممد ومعاون ثابت ہوئی۔ان معاہدات کی بدولت یہ اصول طے پایا کہ بنو ضمرہ اور دیگر قبائل نبی کریمؐ کے خلاف کسی گروپ بندی میں شریک نہیں ہوں گے۔اور نہ ہی آپؐ ان قبائل کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ لہٰذا مدینہ میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے امن وسلامتی کی فضا ہموار ہوئی اور ایک دوسرے کے معاملات کو سمجھنے میں کار گر ثابت ہوئی۔ان معاہدات کی ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اگر معاہد پر ظلم وجبر کے ساتھ چڑھائی کی جارہی ہو گی تو دوسرا حلیف اس کی حتی الامکان مدد کرے گا۔ چناچہ اس

---

[1] Dr Hameed-ul-Allah,Rasul Akram ki Siyasi Zindgi,(Lahore, Nigarshat Publisher, 2013) P-279.
[2] Dr Hameed-ul-Allah,Rasul Akram ki Siyasi Zindgi, P-280.
[3] Muhammad Ibn-e-Sad, Al-Tabqat-ul-Kubra, (Al-Madinat-ul-Munawrah, Maktbat-ul-uloom wal Hikmh, 1408) 3:245.

اصول کا مقصد دراصل جنگ کو روکنا اور مظلوم کی مدد کرتے ہوئے ظالم سے نجات دلانا مقصود تھا۔ ان معاہدات میں مذکورہ قبائل کے جان ومال کے تحفظ کے لئے پناہ دی گئی، چناچہ معاہدہ امن، امن امان کے قیام کے لئے نہایت ممد ومعاون ثابت ہوا۔

2۔معاہدہ صلح حدیبیہ:

ہجرت کے چھٹے سال مسلمان ادائیگی عمرہ کے لئے مکۃالمکرمہ کی جانب روانہ ہوئے، سرداران مکہ کو یہ بات کسی طور بھی پسند نہ تھی کہ مسلمان مکہ میں داخل ہوں، لہٰذاانہوں نے مسلمانوں کو راستے میں روک دیا۔ آپؐ نے انتہائی دور اندیشی اور صبر و تحمل کو بروئے کار لاتے ہوئے قریش مکہ کو پیغام بھیج کر معاہدہ کیا ۔فریقین میں معاہدہ کی شرائط لکھنے کے لئے مشرکین کی طرف سے سہیل بن عمرو جبکہ مسلمانوں کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ تحریر کیا،[1] اس معاہدہ کی شرائط حسب ذیل ہیں:

1. 10 سال تک فریقین کے درمیان جنگ روک دی جائے۔
2. قریش کا جو فرد آپؐ کے پاس آئے گا مسلمان اس کو واپس کر دیں گے جبکہ اگر کوئی مسلمان قریش کی طرف چلا جائے گا تو قریش اس کو واپس نہیں کریں گے۔
3. ایک دوسرے کے خلاف جنگ یا خفیہ کسی قسم کی کاروائی کی اجازت نہیں ہو گی۔
4. اس سال مسلمان حدیبیہ سے ہی واپس لوٹ جائیں گے اور اگلے سال مکہ میں آئیں گے مگر ان کے پاس کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہیں ہو گا۔
5. جو شخص آپؐ کے ساتھ اس معاہدے اور ذمہ داری میں ملنا چاہے تو وہ مل سکتا ہے اور جو قریش کے ساتھ ملنا چاہے اور معاہدے میں شریک ہونا چاہے تو اس کو بھی اجازت ہے۔[2]

صلح حدیبیہ اپنے وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت تھی، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے روم وفارس کی طرف توجہ کرنے کے لئے اہل مکہ سے معاہدہ کرنا ضروری سمجھا۔ جبکہ اس سے پہلے یہود مدینہ نے قریش مکہ سے امن وامان کا معاہدہ کرر کھا تھا۔اور یہود مدینہ نے مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کے ساتھ مل کر محاذ آرائی قائم کر لیا تھا آپؐ بیک وقت تمام دشمنوں سے لڑائی مول نہیں لینا چاہتے تھے ضرورت اس امر کی تھی کہ کسی ایک گروہ سے صلح کر لی جائے۔ مشرکین مکہ، یہود اور منافقین کی بہ نسبت زیادہ بہتر انتخاب تھا۔ مکہ کے مشرکین، مسلمانوں کے رشتہ دار بھی تھے اور مختلف موقع پر کی جانے والی امداد سے مسلمانوں کے زیر بار بھی تھے۔[3]

صلح حدیبیہ ظاہری طور پر مسلمانوں کے خلاف معاہدہ تھا جبکہ یہی معاہدہ فتح خیبر، فتح مکہ، فتح حنین، فتح موتہ، فتح تبوک، حجۃالوداع کی صورت میں نہایت ہی قلیل عرصے میں مسلمانوں کے لئے خوشخبری اور نوید مسرت کا باعث بنا۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ وقتی جنگ کی بہ نسبت طویل مدت کے امن معاہدے معاشرے کے امن اور استحکام کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔اس معاہدے کی بدولت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ کی طرف مسلمانوں کا سفیر بنا کر بھیجا گیا جس کی بدولت سفارت کاری کی ایک فضا قائم ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں فریقین کے موقف کو سمجھنے میں بہت ساری مدد ملی۔ متوقع

[1] Dr Hameed-ul-Allah,Rasul Akram ki Siyasi Zindgi, P-104.
[2] Dr Hameed-ul-Allah, Siyasi Waseeqh jat , Waseeqh No:1.
[3] Dr Hameed-ul-Allah,Ahd-e-Nabvi ka Nizam-e-Hukmrani, P-35.

جنگ سے بچنے کے لئے صلح حدیبیہ طے پایا، جس کی بدولت مسلمانوں کی جان، مال، عزت وآبرو خطرے سے بچ گئیں۔ اور امن وامان نصیب ہوا۔ آپؐ کے اس معاہدے کی بدولت فریقین کی یادداشتاور باہمی تنازعہ اور بدگمانی سے بچنے کے لئے تحریری صورت میں ہو ناضروری تھا لہٰذا اس معاہدے کا تحریری ثبوت کسی بھی معاہدے کی اہمیت کو سمجھنے میں کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس معاہدہ کی بدولت بنوخزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ حلیفی کا معاہدہ کر لیا، جس سے مسلم کا غیر مسلم حلیف بنناثابت ہوتا ہے۔ غیر مسلم پر ہونے والے ظلم کی صورت میں اسلامی ریاست اس کی مدد کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

3۔ بنو ثقیف سے معاہدہ:

فتح مکہ کے بعد ہوازن اور ثقیف نے مسلمانوں کے خلاف بڑے پیمانے پر تیاری شروع کر دی۔ جناب رسول اللہ ﷺ انسدادی مہم کے طور پر اس سے نمٹنے کے لئے نکلے، حنین میں ان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ باوجود نقصان کے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ لوگ بھاگ کر طائف کی فصیل دار شہر میں جا پہنچے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور طائف پہنچے۔ طائف کا محاصرہ کیا، چند دن تک محاصرہ کے بعد آپؐ مع لشکر شہر فتح کئے بغیر مکہ واپس روانہ ہو گئے۔ بنو ہوازن نے مسلمانوں کی حیثیت بھانپ لی اور وفد لے کر آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور صلح کر لی۔

یہ وہ وقت تھا کہ اسلام کی شان وشوکت سارے عالم عرب پر منکشف ہو چکی تھی۔ اہل طائف بھی اس سے متاثر ہوئے اور انہوں نے دوستی کا وفد بھیجا اور مسلمانوں کی سیاسی بالادستی بایں صورت قبول کر لی کہ ان کی مذہبی وسیاسی اہمیت وخود مختاری برقرار رہے۔ بنو ثقیف کے ذہن میں اس وقت تک اسلام کا تصور صرف اور صرف سیاسی سر خم تسلیم کرنا تھا اس لئے ان کے وفد نے ایک غیر مفتوح ملک کے نمائندے کی حیثیت سے ایسی شرطیں پیش کیں جو یقیناً خود اس کے ذہن میں بھی بھاؤ بڑھانے اور چکانے کے سوا کچھ نہ تھیں، چناچہ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ :

1. انہیں نماز سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔
2. طائف کو حرم قرار دیا جائے۔
3. زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔
4. جہاد سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے۔
5. ان کا قدیم بت خانہ بھی نہ توڑا جائے۔
6. زنا سے نہ منع کیا جائے۔
7. سود کی ممانعت نہ رہے۔
8. شراب سے ان کو نہ روکا جائے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی دانشوری اور دور اندیشی کی وجہ سے اہل طائف اپنے اکثر غلط مطالبات منوانے سے باز رہے۔ چناچہ انہیں نماز سے استثناء، شراب اور زنا کی اجازت نہ دی گئی، فوجی کاروائیوں میں مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔[2] سود کی حرمت کے لئے انہیں قلیل سی (آئندہ آنے والے

[1]Ibn-e-Hisham, Seerat ibn-e -Hisham, 4:540.
[2]Ibn-e-Aseer, Ali bin Muhammad, Al-Kamil fi altareekh (Barut al mktbat-ul-waqfiyah, 1965) 2: 284.

عکاز کے میلے تک) مہلت دے دی گئی۔[1] ان کے بت خانے کو توڑنے کے معاملے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

> "تم اسے نہ توڑو۔ بلکہ ہمارے آدمی اسے توڑیں گے۔ اس طرح اگر کوئی نقصان پہنچے گا تو تم محفوظ رہو۔ اس لئے فرمایا کہ اہل طائف کا یہ وہم بدستور باقی تھا کہ بت خانے کو توڑنے والے کو سخت نقصان پہنچے گا تو تم محفوظ رہو گے چنانچہ اس سلسلے میں آپؐ نے دو صحابہ ،ابوسفیان بن حربؓ، اور مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیجا۔ انہوں نے اس عظیم بت خانے کو منہدم کر دیا۔ اس طرح معاہدے کی پر حکمت شق سے ان میں پرانی اور راسخ شدہ بت پرستی کا مکمل خاتمہ ہو گیا"[2]

مکہ کی طرح طائف کو حرم قرار دینے کا مطالبہ بغیر کسی تبدیلی کے تسلیم کر لیا گیا۔[3] بنو ثقیف سے معاہدہ کی صورت میں اہل طائف کو مکمل حقوق عنایت کئے گئے چنانچہ طائف پر انہیں پورا اختیار دیا گیا۔ انہی میں سے ان پر امیر مقرر کئے گئے۔[4] علاوہ ازیں انہیں مکمل تجارتی و ثقافتی آزادی دی گئی اور انہیں یہ بھی کہا گیا کہ ہر ظالم کے خلاف انہیں امداد دی جائے گی۔[5] اہل طائف و ثقیف نے جب دیکھا کہ اسلامی ریاست ان کے حقوق میں کمی یا ان کا عدم تحفظ کا ارادہ نہیں رکھتی تو انہوں نے خوشی سے اس معاہدہ کو تسلیم کر کے اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس طرح مکہ کے جنوب میں قریب ترین ایک بڑی اور اہم قوت اسلامی ریاست میں شامل ہو گئی۔ اس معاہدے کے بعد بنو ثقیف کے حلیف بنی ہلال جو کہ غزوہ طائف میں مسلمانوں کے خلاف شریک تھے وفد کی شکل میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس طرح طائف کے جنوب میں اہل جرش نے بھی اسلامی ریاست کی بالادستی تسلیم کر لی۔ [6]

4۔ اہل عمان سے معاہدہ:

بعثت نبویؐ سے قبل ایرانیوں نے جن عرب علاقوں پر قبضہ کیا تھا ان میں عمان بھی شامل تھا یہاں پر ایران کی طرف سے جلندی بن المستکبر حکمران تھا۔ بعد ازاں اسی کے دو بیٹے جیفر اور عبد مشترکہ حکمران بنے۔ ایران کے سیاسی انتشار کی بنا پر رتب مقبوضات پر اس کی گرفت کا کمزور ہونا کوئی بعید از قیاس نہیں۔ اس ساری صورتحال سے جناب رسول اللہ ﷺ نہایت باخبر تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول آپؐ نے اپنی تمام تر توجہ عرب میں ایرانی مقبوضات پر مرکوز کی ہوئی تھی۔ چنانچہ بلاذری کے مطابق چھ ہجری میں ہی رسول اللہ ﷺ نے ابوزید انصاری کے ذریعے شاہان عمان کی طرف مکتوب مبارک ارسال فرمایا جس میں انہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی۔

آپؐ کا یہ مکتوب جیفر و عبد کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح قبیلہ بنو ازد اور دیگر قبائل عمان شہزادگان سمیت مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ بنو ازد کا ایک وفد بھی آپؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو 19 آدمیوں پر مشتمل تھا اس معاہدہ کی وجہ سے اسلامی ریاست کو جنوب مشرقی علاقے میں ایک اہم قبیلہ اور اس کے دوستوں کی حلیفی میسر آئی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپؐ نے وہاں پر مدینے سے کچھ آدمی مستقل مشن پر بھیجے تا کہ آس پاس کے قبائل کو اسلام کا تعارف کروائیں۔

---

[1] Dr Hameed-ul-Allah, Siyasi Waseeqh jat , Waseeqh No:181.
[2] Muhammad Ibn-e-Sad, Al-Tabqat-ul-Kubra, (Barut: Dar-ul-Kutb Al-ilmiyah, 1958)4:540.
[3] Ahmad bin Hanbal, Al-Musand, (Al-Riyaz, Dar-ul-harm, 1423) 1:165.
[4] Abu Dawud , Suliman bin Ashas, Al-sunan, (Lahore: Dar-ul-salam,2006) Hadith: 2032.
[5] Dr Hameed-ul-Allah, Siyasi Waseeqh jat , Waseeqh No:183.
[6] Hamvi, Yaqut bin Abdullah, Mujam-ul-buldan, (Barut: Dar Sadir, 1993) 2:126.

5۔ باجگزارانِ روم سے معاہدات:

رومیوں نے اپنے مدمقابل کی بڑی قوت اہل فارس (نینوا) کو شکست فاش دی تھی۔[1] روم کے اثرات جہاں اور بہت پھیلے تھے وہاں عرب کے کئی سرحدی علاقے، مثلاً: دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، اور اذرح وغیرہ بھی اب باجگزاروں میں شامل ہو گئے تھے۔ یہاں قرب وجوار میں بسنے والے اکثر قبائل مثلاً بنو تغلب، لخم، جزام، بلی، اور بہراء وغیرہ ان ہی کے جھنڈے تلے اکھٹے ہوتے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر قبائل رومیوں کے ساتھ مل کر غزوہ موتہ میں مسلمانوں کو نقصان بھی پہنچایا تھا۔[2]

9ھ میں نبی کریمؐ نے تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے قیصر روم کو خط لکھا کہ یا تو اسلام قبول کر لے یا جزیہ دو ورنہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قیصر روم مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکا چناچہ آپؐ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور رومیوں کے زیر اثر علاقوں، دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، جرباء اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقوں کو مطیع بنالیا اور ان سے صلح وامان کے معاہدات کیئے۔[3]

6۔ معاہدہ دومۃ الجندل:

دومۃ الجندل حجاز سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں کا مقام اتصال تھا۔ عرب تاجروں کے لئے یہ ایک اہم مقام تھا۔[4] 5ھ سے ہی آپؐ نے اس علاقے پر اپنا اثر ورسوخ بڑھانا شروع کر دیا تھا۔[5] تبوک کی مہم کے دوران نبی کریمؐ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہاں کے حکمران اکیدر کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ خالد بن ولید نے اسے گرفتار کر کے نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اسلامی ریاست کی بالا دستی قبول کر لی۔[6]

دومۃ الجندل کا حاکم اکیدر مسلمان ہو گیا اور آنحضرتؐ نے جزیہ اور دیگر آسان شرائط پر اس سے صلح کر لی اور اسی کو وہاں کی سرداری پر بحال رکھا۔ اس طرح دومۃ الجندل کا علاقہ اسلامی ریاست میں شامل ہو گیا۔[7]

خلاصہ بحث:

نبی کریم ﷺ کی حکیمانہ بصیرت و دور اندیشی کی بدولت قرون اولی میں جن جن قبائل اور علاقوں کے سربراہان سے معاہدات کئے گئے ان کے بیشمار نتائج و ثمرات حاصل ہوئے۔ جن کی بدولت نہ صرف مسلم وغیر مسلم کی زندگیاں امن وسلامتی کا گھوارہ بن گئیں بلکہ جن کے ساتھ معاہدات ہوئے ان میں کچھ مسلمانوں کے حلیف بن گئے اور بعض علاقوں کے سربراہان اپنی اقوام سمیت مسلمان بھی ہو گئے۔ معاہدات میں سر فہرست میثاق مدینہ کا معاہدہ تھا، جس کی بدولت یثرب جو ظلم وستم کی چکی میں پسا ہوا تھا، امن وسلامتی کا گھوارا بن گیا، اسی طرح صلح حدیبیہ کا معاہدہ جس میں دس سال تک کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کر کے روم وفارس جیسی سلطنتوں کے ساتھ نمٹنے اور اسلام کو عرب سے باہر متعارف کروانے کا موقع میسر آیا۔

بنو ثقیف سے معاہدے کا فائدہ یہ ہوا کہ سالہا سال سے سود خوری اور بتوں کی پرستش کا سلسلہ ختم ہوا۔ بنو ثقیف کے حلیف بنی ہلال جو کہ غزوہ طائف میں

[1] Molana Moududi, Tafheem-ul-Quran (Lahore: Tarjuman-ul-quran , 2010) 3:727.
[2] Dr Hameed-ul-Allah,Rasul Akram ki Siyasi Zindgi, P-190.
[3] Ibn-e-Hisham, Seerat-ibn-e-hisham, 4:16.
[4] Ahmad qalfshandi, Subh al-asha fi kitabat-al-inshat (Barut: Dar-ul –kitab al-misriyah, 2006) 2:292.
[5] Ali bin Husain Masaudi, Al-tanbeeh wal-ishraf, (Karachi: Maktba Qirtas, 1967) P-215.
[6] Ibn-e-Hisham, Seerat-ibn-e-hisham, 4:526.
[7] Ibn-e- Qayyim, Zad-ul-mad fi Hadyi seert-al-ibad , (Qahirah, Dar-ul-marif ,2018)3: 639.

مسلمانوں کے خلاف شریک تھے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح اہل جرش اور اہل عمان نے بھی اسلامی ریاست کی بالادستی تسلیم کر لی۔ اسی طرح رومیوں کو معاہداتی خطوط لکھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، جرباء اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقوں کو مطیع بنالیا اور ان سے صلح وامان کے معاہدات کیئے۔ نیز دومۃ الجندل کے ساتھ معاہدہ کا یہ فائدہ ہوا کہ دومۃ الجندل کا حاکم اکیدر مسلمان ہو گیا اور آنخضرتؐ نے جزیہ اور دیگر آسان شرائط پر اس سے صلح کر لی۔ لہٰذا آج بھی سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عراق، شام، فلسطین، بوسنیا، کشمیر، افغانستان، مصر اور دیگر حربی ممالک میں معاہدات کی بدولت امن وامان قائم کیا جا سکتا ہے اور وہاں کی عوام کو سماجی، سیاسی، معاشی اور مذہبی سرگرمیوں میں امن وسکون کی فضا مہیا کر کے ترقی کے مواقع پہنچائے جا سکتے ہیں۔ جس کی بدولت بالخصوص حربی ممالک باہمی تعصب، نفرت، خود غرضی اور حوس زر سے عاری ہو کر امن وسکون کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔

@ 2021 by the author، this article is an open access article distributed
Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution
(CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)